ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار | ہم ز پیام قادیان ہم ز ارض دارالامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے



فہرست مضامین

جلد ۱۰ | نمبر | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۴ ہجری

تازہ الہامات و رؤیا

۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا آج مجھے ایک الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے اور وہ یہ ہے

ایک دم میں دم رخصت ہوا

یہ الہام ایک نمونہ عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔

گورداسپور میں ایک لڑکا آنریری مجسٹریٹ

گورداسپور میں آجکل ایک سردار سنت سنگھ صاحب نام آنریری مجسٹریٹ ہیں جنکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہو گی۔ انکی عدالت میں بعض ضمانت دینے والوں کو جو مشکلات پیش آئے ہیں انکے متعلق ایک خطرناک شکایت میرے پاس پہنچی ہے

میں نہیں سمجھتا کہ ایک نوآموز اور ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھ میں رعایا کی عزت و آبرو کا اختیار دینا کہاں تک مناسب ہو سکتا ہے یہ عہدہ نہایت ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ اس لئے ایسے عہدوں کے لئے صرف خاندانی ہونا ہی ضروری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے لئے قابلیت اور تجربہ کاری کے علاوہ معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی بھی ضروری ہے سردار صاحب موصوف کی علمی قابلیت ان کی شکلوں سے معلوم ہو سکے گی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ انکا تجربہ کہاں تک وسیع ہے جب کہ ابھی انکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہے۔ میں سردار صاحب کو نیک نیتی سے ملحوظ رکھیں اور اپنے اختیارات کو زیر نظر

سنا ہے گورداسپور کے ایک نانبائی کے ساتھ انکی عدالت میں دفعہ ۲۴۴ کا مقدمہ دائر ہے جس میں مجھے مستغیث ایک اور آنریری مجسٹریٹ کا اردلی ہے اس مقدمہ پر لوگوں کی خاص نظر ہے اور وہ بے صبری سے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں امید ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر خصوصیت سے آنریری مجسٹریٹوں کے کام کی نگرانی رکھیں گے بلکہ ان نوآموز مجسٹریٹوں کو تجربہ کار مجسٹریٹوں کے ماتحت کم از کم دو تین سال کام کرنا چاہئے یا قبل سنانے فیصلہ کوئی مجسٹریٹ صاحب بہادر کے حکم سے اسے دیکھ لیا کرے (اگر ایسے نوجوانوں کا آنریری مجسٹریٹ بنایا جانا ضروری ہی ہو) تاکہ انصاف کے لئے غریب اور مظلوم رعایا کو مشکلات میں نہ پڑنا پڑے۔ میں مفصل اس مضمون پر لکھنا چاہتا ہوں۔

ایڈیٹر

حالات دارالامان

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمدللہ اچھے ہیں۔

۱۔ حضرت اقدس حقیقت الوحی لکھ رہے ہیں ۱۰ جزو تک کاتب لکھ چکا ہے۔ یہ کتاب فی الحقیقت ایک عجیب کتاب ہو گی۔

۲۔ موسم برسات شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام گرمی کی تعطیلات کے بعد ۴۔ اگست کو کھل جائے گا۔

درخواست دعا

منشی محمد اکرام صاحب احمدی چانگریاں ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ میرا ... عرصہ دو یوم سے بخار میں مبتلا ہے۔ اسکی صحت کے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

مختصر نوٹ

لیکچر بند جن لوگوں نے سادھو گنیدرپال ونیا نگری کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اس کی تقریریں عموماً خلاف تہذیب دلآزار اور فتنہ انگیز ہوتی ہیں۔ حکام ضلع گورداسپور نے نہایت نیک نیتی اور دور اندیشی کی بنا پر ضلع گورداسپور میں اس کے لیکچر آیندہ کے لئے بند کر دئے ہیں۔ ۱۷ جولائی کو بٹالہ میں عملی طور پر اس حکم کی پابندی کی گئی۔ اس پر لاہور کا آریہ اخبار پرکاش بہت جھنجلایا ہے۔ اور اب انسپکٹر پولیس بٹالہ پر نالش کا مشورہ دیتا ہے۔ سادھو مذکور کو جبراً لیکچر دینے کی تحریک کرتا ہے۔ تا وہ گرفتار ہو کر مقدمہ چلے۔ یہ کیسی بیہودہ اور الٹی راہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آریہ سماج کے لیڈر ایسے بے وقوف نہیں۔ جو اپنے نادان دوست کے مشورہ پر جلد کاربند ہوں۔ ہاں اگر کوئی سپرٹ جو آریہ سماج میں کام کر رہی ہے۔ اسکے ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے۔ تو دیکھا جاویگا۔ میں سادھو گنیدرپال کو انکے وہ الفاظ یاد دلانا چاہتا [illegible] کوئی کرامت دکھا سکتا ہے۔ تو میری زبان بند کر دے۔ کیا سادھو مذکور تھوڑی دیر کے لئے اپنے جھوٹے اصول کو مد نظر رکھکر کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کرامت ظاہر ہو گئی۔ ہمارے سماجی فلاسفر [illegible] کریں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں پ ۳
اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون ؂

چکڑالوی استفتا

چکڑالوی کے مرید خاص میاں شیخ محمد چٹو صاحب نے ایک استفتا علماء کرام کی خدمت میں بھیجا ہے جسکا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نماز عام مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ نماز کی موجودہ صورت ہے۔ اس میں چونکہ چکڑالوی نے تبدیلی کر دی ہے۔ اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنا جدید طریق اختراع کیا ہے۔ اسلئے اس کی حمایت کی جاوے۔ استفتا کا جواب تو عالم اور مفتی دیں گے۔ میں اپنی سمجھ اور فکر کے متعلق چکڑالوی اور اس کے خدام و مریدین سے فقط اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے قرآن مجید میں ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآخر نہیں پڑھا۔ اور جب عملی طور پر انکا مروجہ طریق نماز سبیل المؤمنین کے خلاف ہے۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کا فتوےٰ خود قرآن مجید میں پڑھ لیں۔ زیادہ استفساروں کی حاجت کیا ہے +

لولاک لما خلقت الافلاک

حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام پر آج کل خوب اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایک عزیز بھائی نے اپنے خط میں جو حضرت حکیم الامت کے نام تھا۔ اس پر کچھ لکھا ہے میں فائدہ عام کے لئے اسے ذیل میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں +

۱۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید میں اس امر کے متعلق کھلی کھلی شہادتیں جا بجا موجود ہیں۔ کہ موجودات عالم میں انسان کو اس نے مخدوم بنایا ہے۔ اور سائر کائنات کو اس کا خادم قرار دیا ہے۔ اور یہ حقیقت عقل اور نقل دونوں سے ثابت شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر اس سلسلہ کائنات کو چونکہ کسی حکیم علیم قادر مطلق کا فعل نہیں جانتے اسواسطے وہ اس راز کے انکشاف سے محروم ہیں۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ انکو اس سوال کی ضرورت ہی نہ آتی ہو۔ کیونکہ وہ اس عالم کو ایک طبعی سلسلہ سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ اور اس [illegible] یقین کرتے ہیں۔ انکو یہ کیوں کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے جواب کے ہی ذمہ دار ہیں۔ اس گروہ نے جو یہ کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ ہم نے خود لگایا ہے اپنے طور پر اسی قسم کا کوئی جواب دیا ہو۔ مگر ہمیں۔ اپنے قدوس رحمٰن خدا کی کتاب میں یہ جواب ملتا ہے۔ کہ اس مخلوق کے پیدا ہونے کے متعلق جو الٰہی ارادہ ہوا اس میں سب سے پہلے انسان کے متعلق الا لیعبدون کا فرض مقدر ہو چکا ہے۔ انسان کے بقا اور مفوضہ خدمت کی تکمیل کے واسطے اس نے اس سلسلہ کائنات کو ارادہ ازلی کے مطابق خلق کیا ہے۔ ایجاد اور تکوین مکونات کا حقیقی باعث یہی منشاء ایزدی ہے۔ جس وقت تک اس کا بقا اور وجود عالم میں پایا جائیگا۔ اس وقت تک یہ سلسلہ باقی رہیگا۔ اس حق کی اشاعت جو الا لیعبدون میں ہے۔ جس مقدس گروہ کے پاک وجود کے ذریعہ ہوئی یا ہوتی رہیگی وہ لامحالہ اس تمام مربوط نظام کائنات کے قیوم ہیں۔ جو لوگ اس جادہ مستقیم سے منحرف ہیں۔ وہ صرف طفیلی طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بنی آدم کی مراعات بلکہ زندگی کا مدار وہی مقبول ہیں۔ بنی آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناط وہی ہیں۔ ان کے وجود نوعی کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا تمام امور مقبولوں کے ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں۔ اور ان کے انفاس پاک اور ان کی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور انہیں کی برکت سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں۔ انہیں کی برکت سے چاند نکلتا ہے۔ اور سورج چمکتا ہے۔ وہ دنیا کے نور ہیں۔ اور جب تک وہ دنیا میں یعنی وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں۔ دنیا منور ہے۔ یہی رمز الہام لولاک لما خلقت الافلاک میں معلوم ہوتی ہے۔ البتہ ک کو نوعیت کے معنی میں استعمال کرنا ہوگا۔ اس نقل میں اگر یہ خاصہ پایا جاتا ہے۔ تو لولاک لما خلقت الافلاک مخلوق کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ جسکا مفہوم یہ ہوگا کہ اگر اس زمانہ میں مامور نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اس دنیا کو تباہ کر دیتا۔ اور یہ مخلوق معدوم ہو جاتی +

۲۔ یہ حضور علیہ السلام نے ابھی تک کے متعلق ہے۔ الہامات میں نقل کا بھی امکان ہے،

۳۔ الافلاک سے مراد ممکن ہے۔ کہ ظاہری افلاک نہ ہوں۔ بلکہ ان افلاک کی خلق مراد ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود باجود کی برکت سے طیار فرمائے۔ یا آیندہ فرمائیگا۔ لغت عرب میں مدار النجوم کا نام فلک ہے۔ حدیث میں بھی اصحابی کالنجوم آیا ہے۔ ان معنی میں یہ الہام ایک عظیم الشان بشارت ہے +

۴۔ لولا کے بعد چونکہ ضمیر متصل کا استعمال غیر فصیح ہے۔ اسواسطے ک کا مضاف مثل اگر مقدر مانا جاوے۔ تو لولاک بمنزلہ لولا مثلک ہو سکتا ہے +

۵۔ الافلاک سے مراد وہ روحانی تبدیلی ہے۔ جسکی طرف حضور علیہ السلام کا ایک کشف اشارہ کرتا ہے۔ اور اس کشف میں آپ نے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان بنایا ہے +

والسلام

شیخ عبد الرحمٰن نومسلم کا دورہ

ہمارے مکرم بھائی شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مؤلف افتخار الاسلام نے امسال تعطیل موسم گرما میں ضلع جالندھر کے بعض مقامات بنگہ۔ کریام نواںشہر۔ راہوں اور پہلودال میں اپنے قبول اسلام پر لیکچر دئے۔ جو بڑی کامیابی سے ہوئے۔ بنگہ [illegible] صاحب سب انسپکٹر پولیس نے [illegible] انتظام میں قابل تعریف کام کیا۔ باوجود وہ خود سکھ ہیں۔ مگر نہایت بے تعصبی سے سارا لیکچر سنا۔ ایسے افسر جہاں کہیں بھی ہوں ملک اور اہل ملک کے لئے ایک برکت ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں گورنمنٹ کے لئے موجب فخر ہیں۔ باوا صاحب موصوف کی اس مہربانی کا خصوصاً شکر گذار ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے لیکن جس عالی ظرفی اور بے تعصبی کا ثبوت انہوں نے دیا۔ وہ بہت قابل قدر ہے۔ لودہیانہ کے جلسہ کی رپورٹ منشی محمد شفیع صاحب نے بھیجی ہے۔ جو پھر درج ہوگی +

تعلیم الاسلام

رسالہ تعلیم الاسلام جاری ہو گیا۔ اور جولائی کا نمبر شائع ہو چکا۔ اس رسالہ میں سورۃ [illegible] قابلیت اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور ابھی باقی [illegible] کے چندہ کی رسید زر بھی درج ہے۔ رسالہ کی خاص تعریف کرکے قوم کو ابھارنا بے سود ہے۔ اس لئے کہ قوم کو اپنے قومی اخبارات اور رسالوں کی قدر قومی پہلو سے کرنی چاہئے۔

الذکر میں اس مفید رسالہ کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ کہ ایسے قابل قدر رسالہ کی ابھی تک دو سو کاپیاں بھی نہیں نکل سکیں۔ حالانکہ ۸۰۰ کاپیاں تو سو آدمی ہی خرید سکتے تھے۔ توجہ ہونی چاہئے +

انکار ارادات

ایک معزز اور مشہور اہل علم نے ثالث بالخیر کے نام سے اس عنوان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو الحکم کی اسی اشاعت میں درج ہے۔ امید ہے کہ دوست جو اس سلسلہ میں ابھی داخل نہیں خاص توجہ سے پڑھیں گے +

معذرت۔ کاتب کی غلطی سے صفحہ ۳-۲ اور صفحہ ۷-۶ الٹے چھپے ہیں۔ ناظرین احتیاط سے پڑھیں

ڈائری

(مرقومہ ایڈیٹر صاحب بدر)

گناہ کی فلاسفی ایک شخص نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ دنیا میں لوگ بہت گنہگار ہوں گے۔ مگر میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ میری بخشش کس طرح ہوگی حضرت نے فرمایا۔ دیکھو خدا جیسا غفور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ پر یقین کامل رکھو۔ کہ وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے۔ تو میں ایک اور امت پیدا کرونگا۔ جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے۔ مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں خدا تعالےٰ نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا کی طرف نہ جھکتا۔ تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا۔ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا۔ کہ جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا۔ تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا۔ جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے جس طرح مکھی کے دو پر ہیں۔ کہ ایک میں زہر ہے اور دوسرے میں تریاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر تمہارے کھانے پینے کی چیز میں مکھی پڑے تو وہ اپنا صرف ایک پر اس کے اندر ڈبوتی ہے جس میں زہر ہے۔ پر تم اس کو نکالنے سے پہلے اس کا دوسرا پر بھی ڈبو لو۔ کہ وہ اس کے بالمقابل تریاق ہے۔ یہ مثال انسان کے گناہ اور توبہ کی ہے۔ اگر گناہ صادر ہو جاوے۔ تو توبہ کرو کہ وہ اسکے واسطے تریاق ہے۔ اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالےٰ کے حضور میں جھکو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے۔ کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو ملزم دیکھتا ہے۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ تب اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ اور وہ ترقی کرتا ہے۔ لکھا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے۔ کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا۔ گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے۔ لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے یہ پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئیندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ بلکہ پختہ ارادہ ہو۔ کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ تاکہ ان کو انعام دیوے۔ انعام حاصل کرنے کے واسطے امتحانوں کا پاس کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اندر دعا فرمایا۔ نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرو سجدہ میں بیٹھ کر رکوع میں کھڑے ہو کر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے۔ کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں خدا تعالےٰ سے رقت کے ساتھ دعا نہیں۔ وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے۔ جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتوٰے لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے جس نماز میں دل کہیں ہے۔ اور خیال کسی طرف ہے۔ اور منہ سے کچھ نکلتا ہے۔ وہ ایک لعنت ہے۔ جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے۔ اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

ویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون

لعنت ہے۔ ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصل ہے۔ جس میں مزہ آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔

ان الحسنات یذہبن السیئات

نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ دیکھو۔ بخیل مانگتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دیدیتا ہے۔ اور رحم کھاتا ہے خدا تعالےٰ تو خود حکم دیتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دوں گا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ کہ آپ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دعا کرتے۔

دعا کے معاملہ میں حضرت عیسےٰ نے خوب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا۔ جو کسی کا انصاف نہ کرتا تھا۔ اور رات دن اپنی عیش میں معروف رہتا تھا ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا وہ ہر وقت اس کے دروازے پر آتی اور اس سے انصاف چاہتی وہ برابر ایسا کرتی رہتی یہاں تک کہ قاضی تنگ آگیا اور اس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصلہ کیا اور اس کا انصاف اُسے دیا دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں۔ کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آہی جائیگا استقامت شرط ہے۔

۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کا ذکر تھا فرمایا۔ وہ ہم سے ہی کیا پھرا ہے۔ وہ تو خود اسلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پھر گیا ہے۔ جو اسلام کا دعوےٰ کر کے ایک ایسے آدمی کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی ضروری نہیں جانتا۔ اور اسکے نزدیک گویا آنحضرت کے وجود کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے بغض کے سبب یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ خود ہی اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں

فرمایا۔ چراغ الدین مسیح بنتا تھا۔ عیسائیوں نے اسکی امداد کی۔ مگر خدا کے مسیح کے بالمقابل وہ ناکام رہا۔ ہمارا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا ہے لیکن ہمارے ساتھ عیسائی لوگ سخت عداوت رکھتے ہیں۔ اور چراغ دین کا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا تھا۔ مگر اسکی امداد اور نصرت میں کھڑے ہو گئے وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹھا تھا۔ اور یہ بھی جھوٹے ہیں جو انسان کو خدا بناتے ہیں۔ جھوٹھا جھوٹے کا حامی اور ناصر بن جاتا ہے۔ لیکن صادق کا ساتھ صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں۔ جو راستباز ہوں اور ایسے لوگ ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط وکتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ لیکن نہ معلوم اس طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔ بعض احباب نمبر خریداری تو ایک طرف بلکہ اپنا پتہ بھی نہیں لکھتے۔ اور صرف اپنے دستخط کرتے ہیں۔ جن کو پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ عام اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ خریدار خط وکتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ ورنہ تعمیل کی شکایت معاف۔

محرر دفتر الحکم

دشمن، بداندیش اور مریض قلب والوں کے لئے بہت سی باتیں ہوتی ہیں اور انبیاء و رسل کی تو قسمت ہی میں اعتراض ہوتے ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جسقدر اعتراض ہوئے اور اب تک کئے جاتے ہیں کیا کسی معمولی زندگی کے انسان پر بھی کئے جاتے ہیں؟ کبھی نہیں صدہا انسان ایسے ہونگے جو معمولی زندگی کے انسان کی تعریف کرینگے مگر جب انبیاء و رسل کا ذکر آئیگا تو وہاں اعتراض کے لئے زبان کھولینگے۔ بات کیا ہے کہ انبیاء و رسل پر اسقدر اعتراض ہوئے ہیں؟ اصل یہہ ہے کہ جیسے دولت پر سانپ ہوتا ہے تاکہ نامحرم پاس نہ جاوے اسی طرح پر انبیاء و رسل بھی ایک بے نظیر دولت ہوتے ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سعید اور رشید ہی ان تک پہونچیں اس لئے ان پر قسم قسم کے اعتراض ہوتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اہل نہیں ہیں دور رہیں ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ جہاد کرتے نہ سوبان کرتے۔ نہ اعتراض ہوتے۔ مگر وہ نبی جس کی تعلیم اتم اور اکمل تھی اس کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ ایسے نااہل قبول کریں اسلئے چند باتیں ایسی رکھدیں جو **نظر بد دور** کا کام دیتی ہیں اور ان پر اعتراض ہوا اور نااہل الگ رہے مگر جو لوگ اہل تھے انہوں نے حقیقت کو پالیا۔

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک نکتہ چیں اور معترض یہہ ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اور نبی کے صدق و وفا کو دیکھتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے عجائبات مشاہدہ کرتے ہیں وہ اسکے حالات ... تم میں اور ان میں حاجت نہیں ہوتی کہ کچھ اور دیکھیں۔ بدبخت نااہل وہ باتیں دیکھتے ہیں جن سے شقاوت بڑھے میں نے تذکرۃ الاولیاء میں ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہہ مکار ہے اور فاسق ہے ایک دن انکے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ۔ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھ میں بتاتے ہو مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے غرق نہیں کرتا۔ لوط کی بستی تباہ ہوئی عاد و ثمود وغیرہ تباہ ہوئے۔ مگر مجھہ پر غضب نہیں آتا کیا یہ تیرے لئے کرامت نہیں ہے؟

بات بڑی لطیف ہے یعنی عیوب پیدا کرنیوالے لوگوں کو یہہ بھی تو چاہئے کہ وہ دیکھیں کہ وہ شخص جو منجانب اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور جس پر اسقدر اعتراض اور نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں وہ جو ہلاک نہیں ہوتا کیا خدا بھی اس سے دبکہ میں ہی رہا۔ عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی حقیقت سمجھی کہ معاذ اللہ آپ افترا کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ نصرت دی اور وہ فضیلت دی کہ آدم سے اخیر تک کسی کو وہ کامیابی کبھی نصیب نہیں ہوئی بلکہ آپ کے متعلق ایک ایسا نکتہ ہے جو آپ کی عظمت کو اور بھی بڑہا دیتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ آپ ایسے وقت تشریف لائے جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا وقت تھا۔

یعنے اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے اور غیر اہل کتاب بھی بگڑے ہوئے تھے اور یہہ بات مخالفوں کی تصدیق سے بھی ثابت ہے پنڈت دیانند صاحب کہتے ہیں کہ آریہ ورت میں بت پرستی ہو رہی تھی اور اسطرف عرب میں بھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائیوں کے مذہب کا خلاصہ یہہ رہ گیا تھا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا تھا۔ غرض جس طرف دیکھو ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ سے بالکل غفلت اور لاپروائی ہو چکی تھی۔ اور وہ وقت پکار پکار کر رہا تھا کہ ایک عظیم الشان **مصلح** کی ضرورت ہے اور یہ مسلّم بات ہے کہ **ضرورت علوم کی ماں ہوتی ہے**۔ ہر قسم کا علم ضرورت سے پیدا ہوا ہے طب، طبعی، ہیئت، جغرافیہ وغیرہ تمام علوم کی ماں ضرورت ہی ہے۔ پس اگر سمجھدار ہو تو سمجھلے کہ اس **دقیقہ معرفت** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت۔ ایڈیٹر) کی ماں بھی کوئی عظیم الشان ضرورت ہے بہت سے صحابہ آپ پر ایمان لائے یہہ دیکھ کر کہ آپ ایسے وقت آئے ہیں جو سخت ضرورت کا وقت ہے، اگر آپ نہ آتے تو شاید نوح کی طرح ایک طوفان آکر دنیا کو ہلاک کر دیتا میں یقیناً جانتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آپکے لئے ایسا اجلیٰ اور اصفیٰ نظارہ ضرورتوں کا ہے کہ کسی دوسرے کے لئے وہ میسر نہیں اور حضرت عیسے کے لئے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ فقیہہ اور فریسی موجود تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی گدی پر بیٹھتے تھے اس لئے انہوں نے کسی نئی شریعت کا دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ اور پھر جبکہ یہودیوں کے اسقدر گروہ موجود تھے تو نہیں کہہ سکتے کہ سب منحرف تھے بعض عامل بھی تھے اور وحی اور الہام کا بھی دعوے کرتے تھے کیا ان میں کوئی ایسا تھا جو انسان کو خدا بناتا ہو۔ وہ تو موجودہ عیسائی مذہب سے بھی اچھے تھے موحد تھے۔ بیٹے زین الدین ابراہیم کی معرفت بمبئی میں ایک یہودی عالم سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری کتابوں میں یہہ بھی لکھا ہے کہ انسان خدا ہوگا اُس نے قسمًا کہا کہ ہرگز نہیں ہم تو اسی خدا کو مانتے ہیں جو قرآن میں بیان ہوا ہے ہم انسان کو خدا کہنا کفر سمجھتے ہیں جو تمام لوازم ضعف ناتوانی بیماری کے رکھتا ہے یہہ **لعنتی مذہب ہے** جو انسان کو خدا بناتا ہے۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ایسی واضح اور روشن ہے کہ کسی دوسرے نبی کا زمانہ ایسی نظیر نہیں رکھتا۔ اب دوسرا حصہ دیکھو کہ آپ فوت نہیں ہوئے جب تک الیوم اکملت لکم دینکم کی آواز نہیں سن لی اور اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ آپ نے نہیں دیکھ لیا یہہ آیت نہ توریت میں نہ انجیل میں۔ توریت کا تو یہ حال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور قوم کو وعدہ کی سرزمین میں داخل نہ کر سکے۔ حضرت عیسے علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ بہت سی باتیں بیان کرنے کی تھیں کیا قرآن شریف میں بھی ایسا لکھا ہے؟ وہاں تو اکملت لکم ہے۔ رہی انکی تکمیل صحابہ کی جو تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ اِس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ خود ان کی نسبت فرماتا ہے۔

منہم من قضےٰ نحبہ الآیۃ

اور پھر ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا۔ لیکن انجیل میں مسیح کے حواریوں کی جو تعریف کی گئی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ جا بجا انکو لالچی اور کم ایمان کہا گیا ہے اور عملی رنگ ان کا یہ ہے کہ ان میں سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور پھر اس نے سامنے لعنت کی۔ انصاف کرکے کہو کہ یہہ کیسی تکمیل ہے۔ اِسکے بالمقابل قرآن شریف صحابہ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے۔ اور ان کی ایسی تکمیل ہوئی کہ دوسری کوئی قوم ان کی نظیر نہیں رکھتی پھر انکے لئے اللہ تعالےٰ نے جزا بھی بڑی دی یہانتک کہ اگر باہم کوئی رنجش بھی ہو گئی تو اسکے لئے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیۃ۔ حضرت عیسے نے بھی حواریوں کو تختوں کا وعدہ دیا تھا مگر وہ ٹوٹ گیا کیونکہ بارہ تختوں کا وعدہ تھا۔ مگر یہودا اسکریوطی کا ٹوٹ گیا جب وہ قائم نہ رہا تو اوروں کا کیا بھروسہ کریں۔ مگر صحابہ کے تخت قائم رہے دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی۔

غرض

یہہ آیت الیوم اکملت لکم مسلمانوں کے لئے کیسے فخر کی بات ہے۔ اب ان باتوں کو ملا کر غور کرو کہ آپ ایسے وقت آئے جب کہ بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جیساکہ فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالےٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنیوالا ہے جو میں اسکو قبول کروں لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی خدا تعالےٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اسنے فرمایا۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیل ہے اور انجام الیوم اکملت لکم میں فرما دیا۔ گویا یہہ باب نبوت کی دوسری فصل ہے۔ اکمال سے یہی مطلب نہیں کہ سورتیں اتار دیں بلکہ تکمیل نفس اور تطہیر قلب کی وحشیوں سے انسان پھر اسکے بعد عقلمند اور با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا۔ اور تطہیر نفس تکمیل اور تہذیب نفس کے مدارج طے کرا دئے۔ اور اسی طرح پر کتاب اللہ کو بھی پورا اور کامل کر دیا یہانتک کہ کوئی سچائی اور صداقت نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ میں نے اگنی ہوتری کو بارہا کہا کہ کوئی ایسی

ان بتاؤ جو قرآن شریف میں نہو مگر وہ نہ بتا سکا۔ یہ ہی ایک زمانہ مجھ پر گذرا ہے کہ مینے بائیبل کو سامنے رکھکر دیکھا جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اسطرف توجہ نہیں وہ قرآن شریف پر تدبر ہی نہیں کرتے اور نہ انکے دل میں کچھ عظمت ہے ورنہ یہہ تو ایسا فخر کا مقام ہے کہ اسکی نظیر دوسرے دین میں ہی نہیں۔

غرض

الیوم اکملت لکم کی آیت دو پہلو رکہتی ہے ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کر چکا دوم کتاب مکمل کر چکا کہتے ہیں جب یہہ آیت اتری وہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔

مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پروا نہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں میرے نزدیک یہہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے اسی عید کے لئے سورہ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے اور یہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اس پر ہوا۔ کہتے ہیں جب یہہ آیت اتری تو ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے کسی نے کہا اے بڈھے کیوں روتا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے کیونکہ یہہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہو چکتا ہے تو اسکا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے جیسے دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو عملہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر والا قصہ سنا تو فرمایا سب سے زیادہ سمجھدار ابو بکر ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابو بکر کو رکھتا اور فرمایا ابو بکر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کر دو کوئی پوچھے کہ اس میں مناسبت کیا ہوئی۔ تو یاد رکھو کہ مسجد خانہ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقائق معارف کا۔ اسلئے فرمایا کہ ابو بکر کی اندرونی کھڑکی اسطرف ہے تو اسکے لئے یہہ بھی کھڑکی رکھی جاوے یہ بات نہیں کہ اور صحابہ محروم تھے نہیں بلکہ ابو بکر کی فضیلت وہ خاص فراست تھی۔ جس نے ابتدا میں بھی اپنا نمونہ دکہایا اور انتہا میں بھی۔

گویا حضرت ابو بکر کا وجود مجموعۃ الفراستین تھا۔ اب میں پھر یہہ ذکر کرکے اسکو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالی نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے یہہ بھی فرمایا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا جو مامور ہوکر آتا ہے بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا! یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کا اتنا بڑا دعوی کیا تھا کہ کسر صلیب ہوگا اور یہہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس میں اللہ تعالی پیشگوئی فرماتا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ اور سچے آدمی کو غم یہی ہونا ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا۔ وہی علت غائی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالی نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اسکو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سنو! جب کہ خدا تعالی کا یہہ وعدہ ہے تو یہہ ہوکر رہیگا تمہیں مفت کا ثواب ہے۔ پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جسنے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دیگا۔

مراسلات

الموت والحیات

یہ دونوں الفاظ اگرچہ روزمرہ سننے میں آتے ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کے معنوں سے واقف ہوگا۔ مگر حقیقت میں انکے معنے ایسے آسان اور عام فہم نہیں۔ دنیا میں یہی موت اور حیات کا مسئلہ سب مسائل سے زیادہ پیچیدہ اور پر اسرار ہے۔ جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ یا ہو گذرے ہیں۔ سب اسی مسئلہ کے حل کرنیکی کوشش کرتے رہے اور جہانتک ہو سکا اس کو آسان اور عام فہم بنانے میں نہ صرف کسی واحد شخص کی عقل اور سمجھ بلکہ الہام الہی اور وحی آسمانی سے بھی مدد لیتے یا مدد پانے کا دعوی کرتے رہے سب نیک اور برگزیدہ اولیاء اللہ حیات ابدی کے متمنی اور فنا کے شائق رہے اور خیال ہوتا ہے کہ موت سے عام انسان اسطرح بھاگیں۔ اور جو شخص جتنا بزرگ اور نیک ہو اتنا ہی فنا کا طالب اور موت کا خواہشمند ہو ایں چہ بوالعجبی ہے اور موت اور حیات کے ہی عام معنے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ضرور یہہ مردو الفاظ کسی خاص معنی میں استعمال ہوتے ہونگے یعنے انکی اصطلاح میں انکے اور معانی ہونگے۔ اس بات کے معلوم کرنیکے لئے ہمیں ان بزرگوں کے اقوال پر غور کرنا چاہیئے۔

اناجیل مرجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مرقوم ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ تم ابدی زندگی پاؤگے۔ کیونکہ زندگی میں ہوں جو میرے پاس نہ آئیگا ابدی ہلاکت کا مستوجب ہوگا۔ اتنی دستاویز کو سند گردان کر زمانہ حال کے پادری خواہ مرد ہوں یا عورت۔ نجات نجات پکارتے پھرتے ہیں اور صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ جو کوئی مسیح کو قبول کر چکا وہ کبھی نہیں مریگا۔ لیکن جب انسے پوچھا جائے کہ اسکا ذرا مطلب تو سمجھا دیجئے۔ سبق تو واقعی بڑا روحانی ہے۔ لیکن آپ اس کا مطلب سمجھے ہیں تو جواب ندارد۔ اگر اس سے جسمانی موت یا حیات مراد لیجائے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے تو یہ صریح باطل ہے۔ برے اچھے سبھی قسم کے لوگ مرتے رہے ہیں اور مرتے رہینگے۔ اور اگر بقول بعض ہوشیار پادری صاحبان کے یہ کہا جائے کہ گنہ گار۔ ویقول الکفر یلیتنی کنت ترابا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔ پس ابدی زندگی یا ابدی ہلاکت سے نہ ظاہری حیات اور موت اور نہ روحانی حیات اور موت مراد ہے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ اس جسم کو فنا ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس مرنیکے بعد جینا ہے جسمیں نیک اور بد سب شریک ہیں پس ابدی زندگی کو نیک اشخاص یا بقول پادری صاحبان یا انکے بلبغ علم اناجیل مرجہ سے امید لگانا عبث ہے۔ ان باتوں کو اہل دل جانیں۔ نہ کہ اہل دل۔ اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے کلام ربانی میں ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ اور اے محمد نہ خیال کرنا انکو جو مارے گئے۔ اللہ کی راہ میں مرا ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انکو روزی ملتی ہے۔ اگر موت سے صرف جسم اور روح کی جدائی متصور ہوتی تو ان شہدائے احد کیلئے جنکو اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑا کیونکہ ارشاد ہوتا کہ انکو مردہ مت سمجھو۔ اگر حیات سے صرف زندہ ہونا یعنے کسی قسم کے جسم اور روح کا تعلق مراد ہوتا تو انکی نسبت حیات کا لفظ بھی عجیب المعنے ہوتا۔ کیونکہ اس دنیاوی جسم کو تو وہ سب کے مشاہدے میں چھوڑ چکے۔ اور جسم آخروی اگر کوئی واقعی جسم ہوتا تو انکو قیامت کے دن عطا ہونا چاہیئے تہا۔ پھر اس حیات سے کیا مراد ہے یقیناً کوئی ایسی حیات جسمیں اس جسم کو کوئی تعلق نہیں۔ اور روح تو بدعمل کے سرتاج فرعون اور قارون وغیرہ کی بھی زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگی۔ پھر حیات شہدائے احد میں کیا خصوصیت ہے۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ موت سے مراد خداوند تعالی سے قطع تعلق ہے جس شخص کے دل میں نور ایمان نہیں وہ شخص مردہ ہے۔ اگرچہ دیکھنے میں کیسا ہی توانا اور تندرست چلتا پھرتا اور کہاتا پیتا ہو خداوند تعالی سے دوری اور جدائی ہی اصلی موت ہے اور اسی لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدکار لوگ اس دنیا میں بھی مردہ ہیں اور عاقبت میں بھی بعد حشر کے مردہ ہی رہینگے۔ موت احساس ظاہری کے باطل ہونے کا نام نہیں بلکہ معرفت الہی اور رضائے الہی کے فقدان کا نام موت ہے۔ اسی طرح حیات سے یہ ظاہری زندگی یا آخرت کی زندگی ہی مراد نہیں۔ بلکہ بقا باللہ اور وصل الی اللہ یا دوسرے الفاظ میں رضائے الہی اور اسکی حضوری کا نام حیات ہے۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسکا مؤید ہے۔ اس ظاہری موت کو قرب الی اللہ اور اسکی حضوری میں ممد اور معاون سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ روحانی تعلق اور خلع جسم زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور اسی بارے میں جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ لیکن اولیائے کرام جنہیں عشاق خدا کہنا زیادہ موزوں ہوگا ہمیشہ اسی دہن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اس جسمانی تعلق میں بھی وہی لطف حاصل کریں جو بوجہ موت ظاہری میسر آسکتا۔ اسلئے وہ اپنے جسم ظاہری کو فی الحقیقت ایسا ہی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ گویا وہ ہے ہی نہیں۔ دنیا اور اسکے تعلقات جو جسم کے ساتھ وابستہ ہیں انکی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں اور وہاں ظاہری تعلقات میں بھی اسی ہستی واحد کا ید قدرت مشاہدہ کرتے ہیں۔ رضائے الہی انکی حرکات و سکنات پر غالب آجاتی ہے گویا ظاہری موت سے پہلے اپنے جسم اور اسکی خواہشات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا کا مشہور مقولہ اسی حالت کا ارشاد کرتا۔ وہ چلتے ہیں۔ پھرتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ پیتے ہیں۔ کسب حلال کرتے ہیں۔ سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ لیکن اپنے لئے نہیں بلکہ خداوند تعالی کیلئے اور اسکی اس رضا کیلئے۔ مخلوق خدا کی بہتری کیلئے وہ اپنے کو کھو دیتے ہیں اور نفسانیت کو وداع کرتے یا یوں کہو کہ اس بحر زندگی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ تب انکو خلعت بقا حاصل ہوتا ہے پھر وہ قطرہ نہیں بلکہ دریا کہاتے ہیں۔ انکی روانی دریا کی روانی انکا وجود دریا کا وجود اور انکے افعال مظہر اسمائے الہی ہوتے ہیں وہ حقیقی معنوں میں منشائے خلقت کو پورا کرتے ہیں۔ قولہ تعالی۔ انی

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض بدیوں کے ترک پر اسقدر ناز نکرو جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نکروگے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہو۔ اسوقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر **مرد خدا** نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر یہ ظاہر نہ ہو۔

ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اسنے وعظ کہا اور دوران وعظ میں یہہ بھی کہا کہ مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اسکے واسطے روپیہ نہیں ہے ایک بندۂ خدا نے یہ سن کر دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اس بزرگ نے اٹھ کر اسکی بڑی **تعریف** کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائیگا جب اس شخص نے ان باتوں کو سُنا تو وہ اٹھکر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ یا حضرت مجھسے اس روپیہ کے دینے میں بڑی غلطی ہوئی وہ میرا مال نہ تھا بلکہ میری ماں کا مال ہے اسلئے وہ واپس دیدو۔ اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دیدیا مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ یہ اسکی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سُن کر جوش میں آگیا اور روپیہ دیدیا اور اب اس روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہہ عذر بنالیا ہے۔ غرض وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور لوگ اسے بُرا بھلا کہتے رہے اور وہ مجلس برخاست ہوئی۔ جب آدھی رات گذری تو وہی شخص روپیہ لیکر اس بزرگ کے گھر پہونچا اور آکر انہیں آواز دی وہ سوتے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اور کہا حضرت میں نے یہہ اسوقت اسلئے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں میری نیت تو اور تھی اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرتے تک اسکا ذکر نکریں۔ یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ تو انہوں جواب دیا کہ مجھے رونا اسلئے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہہ لوگ رہیں گے تجھے لعن طعن کریں گے۔ غرض وہ چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کر دیا جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کرلیتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کروگے وہ مخفی رہے گا ریا سے بڑھکر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں ریاکار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے۔ جب تک کہ پورا حصہ نہ لے لے۔ مگر ریا سب مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

خوش قسمت وہ ہے انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا کے لئے کرے۔ ریاکاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریا کا موقعہ ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے۔ اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اسلئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔

جو لوگ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور **بصیر** ہے وہ ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کی غرض ہی نہیں ہوتی کہ کوئی انکے دئیے ہوئے مال کا ذکر بھی کرے دنیا **مزرعۂ آخرت** ہے یعنی آخرت کی کھیتی ہے جو کچھہ بنانا ہے اسی دنیا میں بناؤ۔ جو شخص سعادتمند مال دولت اور جائیداد یہاں جمع کرے گا وہ خوشحال ہوگا ورنہ یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ اُسوقت نہ مال کام آئیگا نہ اولاد اور نہ دوسرے عزیز جنکے لئے دین کے پہلو کو چھوڑا تھا۔ اب یاد رکھو وہی خدا جسنے **تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ کی خبر دی تھی** وہی خبر دیتا ہے کہ **زمانہ قریب** آگیا ہے اور بڑے بڑے حوادث ظاہر ہونگے اگر ان نشانوں کا انتظار ہے اور انکے بعد جوش پیدا ہُوا تو اس کا ثواب ایسا نہوگا جیسا آج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اُسوقت اگر کوئی ایمان پیش کریگا تو ذرہ برابر اسکی قدر نہوگی کیونکہ اُسوقت تو کافر بھی کافر سمجھ لیگا کہ دنیا **فانی** ہے میں نے سُنا ہے کہ طاعون کے زور کے دنوں میں ایک جگہ ایک بڑا متمول ہندو مرگیا مرتے وقت اس نے اپنے مال و دولت کی کنجیاں اپنے بھائی کو دیں وہ بھی مرگیا اور اسطرح پیران کا سارا خاندان تباہ ہوگیا اور آخری شخص نے مرتے وقت وہاں کے ایک زمیندار کو کنجیاں پیش کیں اُس نے انکار کردیا کہ میں کیا کرونگا۔ بالآخر وہ مال داخل خزانہ سرکار ہوا۔ یہہ سچی بات ہے کہ جب خوف کے دن آتے ہیں تو بڑے بڑے پاجی اور خبیث لوگ بھی صدقات اور خیرات کی طرف مائل ہوجاتے ہیں اُسوقت یہہ باتیں کام نہیں آتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک چکا ہوتا ہے لیکن جو شخص عذاب کے آنیسے پہلے خدا تعالیٰ سے ڈرتا اور اس سے صلح کرتا ہے وہ بچالیا جاتا ہے۔

پس

خدا تعالیٰ کو راضی کرنیکے یہی دن ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر اپنی ہستی کا ثبوت مجھے دیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں جنمیں میں اسے ظاہر کرسکوں۔ وہی خدا ہے جس نے براہین کے زمانہ میں ان تمام امور کی جو آج تم دیکھہ رہے ہو خبر دی۔ ان ہندوؤں سے جو ہمارے جدی دشمن ہیں پوچھہ لو کہ اس زمانہ میں اس جلوۂ قدرت کا کہاں نشان تھا۔ پھر جب وہ ساری باتیں پوری ہوچکی ہیں پھر جو باتیں آج وہ بتاتا ہے وہ کیونکر پوری نہونگی؟ اس خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب خطرناک وقت آنے والا ہے زلازل آئیں گے اور موتوں کے دروازے کھل جاویں گے۔ پس اس سے پہلے کہ وہ خطرناک گھڑی آجاوے اور موت اپنا منہ کھول کر حملہ شروع کردے تم نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کو خوش کرلو۔ میں یہہ بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس زمانہ کی تمام **نبیوں** نے خبر دی ہے یہہ آخری ہزار کا زمانہ آگیا ہے اور دیکھو یہہ وہ وقت ہے جسکے لئے گیارہ سو برس پہلے کی کتابوں میں لکھا تھا کہ مہدی کے وقت رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور آدم سے لیکر اسوقت تک کبھی یہہ نشان ظاہر نہیں ہُوا۔ وہ نشان تم نے دیکھہ لیا پھر یہہ کیسی قابل غور بات ہے۔ بعض جاہل اعتراض کرتے اور بہانہ بناتے ہیں کہ یہہ حدیث ضعیف ہے احمق اتنا نہیں جانتے کہ جس حدیث نے اپنے آپ کو سچا کردیا ہے وہ کیسے جھوٹ ہوسکتی ہے۔ محدثین کے اصول پر سچی اور صحیح حدیث تو وہی ہے جو اپنی سچائی آپ ظاہر کردے۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہوتی تو پھر پوری کیوں ہوتی؟ دو مرتبہ کسوف خسوف ہُوا۔ اس ملک میں بھی اور امریکہ میں بھی۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہے تو پھر اس کی مثال پیش کریں کہ کسی اور کے زمانہ میں بھی ہُوا ہو؟ یہہ حدیث اہل سُنت اور شیعہ دونوں کے ہاں کتابوں میں موجود ہے پھر اس سے انکار کیوں کر کیا جاسکتا ہے؟ یہہ آسمان کا نشان تھا۔ اور زمین کا نشان وہ ہے جو **طاعون** کی صورت میں نمودار ہُوا قرآن شریف میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قریب آجائیگی تو عام طور پر **موت** کا دروازہ کھولا جاویگا اور یہہ حدیث کسوف خسوف کی قرآن شریف سے بھی صحیح ثابت ہوچکی ہے۔ طاعون کے متعلق شیعہ کی کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایسی طاعون ہوگی کہ جہاں دس آدمی ہوں گے انمیں سے سات مرجاویں گے اور حقیقت میں یہ ایسی بلا ہے کہ خاندانوں کے خاندان اس سے مٹ گئے اور بے نام و نشان ہوگئے۔ کون جانتا ہے کل کیا ہوگا اسقدر سردی کی شدت میں طاعون ترقی کررہی ہے (دسمبر کا ذکر ہے ایڈیٹر) امرتسر میں زور شور ہے ایسی حالت میں کوئی کیا اُمید کرسکتا ہے۔

جبکہ موت کا بازار گرم ہے تو کیا **املاک اور جائیدادیں** سر پر اٹھا کر لے جاؤ گے؟ ہرگز نہیں پھر اگر ان نشانات کو دیکھہ کر بھی تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر کہہ سکتے ہو کہ **خدا پر ایمان ہے**

ہم اپنے نفس کیلئے کچھہ نہیں چاہتے بارہا یہہ خیال کیا ہے کہ اپنے گذارہ کے لئے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جائیداد اس سے زیادہ ہے

پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں **خرچ کرو** یہہ خدا کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اسوقت تنزل کی حالت میں ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھہ کر طبیعت بے قرار ہوجاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا **شکار** بن رہا ہے پہلے تو صرف عیسائیوں ہی کا شکار ہو رہا تھا مگر اب آریوں نے اپنے دانت تیز کئے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ جب یہہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس اسکی ترقی کے لئے سعی کرنا یہہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ میں جو کچھہ بھی خرچ کروگے وہ **سمیع و بصیر** ہے۔ یہہ وعدے بھی اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا کیلئے دیگا میں اس کو چند گنا برکت دونگا۔ دنیا ہی میں اسکو بہت کچھہ ملیگا۔ اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھہ لیگا کہ کسقدر آرام میسر آتا ہے۔

غرض اسوقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو اسی مطلب کیلئے یہہ گفتگو ہے۔ اسوقت جیسا کہ میں شائع کرچکا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اسنے فرمایا قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔

اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ذکر باقی نرہنے دیگا جو کسی قسم کی نکتہ چینی اور خزی کا باعث ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا خط

مخدومی اخویم چودہری اللہ داد صاحب مرحوم جب شاہ پور میں رہتے تھے۔ تو انہوں نے اپنے بعض ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے اسکو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا چاہئے۔ جو شخص اس بات پر یقین لاتا ہے کہ میرا خدا ہے۔ جو قادر اور کریم و رحیم اور علیم ہے۔ اسکو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھلانا چاہئے وہ خدا تو قادر ہے کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ حل کردے مگر بندہ کی ترتیب کے لئے جو دوسرے مصالح کسی بنا پر کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف ہے۔ سو یقین رکھو کہ وہ خدا موجود ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مگر اس کی مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی ہی نمازوں میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع سجود میں التحیات میں ہر ایک وضع دعا کرو۔ کوئی نیا طرز نہیں ہے جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے اس کو کسیقدر ابتلا کا مزا چکھاتا ہے۔ تا اس کی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر بلیّون کی جگہ ہے۔ سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ پہونچیں اور درحقیقت کوئی دکھ نہیں صرف ایمان کا قصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کرو اور یقین سے سمجھو کہ وہ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو تا وہ رحم کرے یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا جس کو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے۔ چند روز دنیا کی مخلوق طاعون سے مر رہی ہے۔ ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔ امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کرکے مخلصی چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھلانا چاہئے والسلام

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۳۰ - جنوری ۱۹۰۴ء

انکار ارادت

ارادت ہر شخص سے ہو سکتی ہے چاہئے پیر دینی ہو یا دنیاوی۔ اگر ہم بعض دینی امور میں کسی کی ارادت کرتے ہیں تو وہ بھی ایک ارادت ہے۔ جیسے کہ دینی امور کی ارادت آج کل یہ بحث ہے۔ کہ ایک یا چند مریدوں کے انکار سے پیر کے دعوای یا رشد میں فرق آجاتا ہے یہ درست نہیں اگر ایک شخص رعایا میں سے گورنمنٹ کا باغی ہو جاوے۔ یا ایک شخص بعض وجود سے دوسرے شخص کا ارادت مند نہ رہے تو گورنمنٹ یا اس دوسرے شخص کی وقت میں کیا فرق آجائیگا؟ ہرگز نہیں۔

بقول استاد ؎

نہوے وقر ترک سجدہ ابلیس آدم

عدو کی سرکشی سے ذوق کب بتہ ہو کم میرا

پیری اور مریدی کی فہرستیں ہمیں بتاتی ہیں کہ بہت سے مریدوں نے انکی زندگی یا وفات پر اپنے مشہور پیروں کی مریدی سے انکار کیا لیکن اسکا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ خدانخواستہ ان پیروں کی وقعت اور بزرگی میں کوئی کمی آگئی۔ کتنے اہل حدیث ایسے ہیں جنہوں نے امام عظیم الشان حضرت ابو حنیفہ کی تقلید سے منہ پھیر رہے؟ تو کیا انکے ایسے عمل سے نعوذ باللہ حضرت ابو حنیفہ کی وقعت اور عظمت میں کوئی شک لا سکتا ہے۔ ہزاروں اہل شیعہ صحابہ کبار سے رد گرداں ہیں۔ تو کیا ان کا انکار صحابہ کبار کے منافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ صدہا کیا ہزاروں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جاویگا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام سچا نہیں ہے۔ صدہا خارجی العیاذ باللہ حضرت علی اور دیگر ائمہ مطہرین سے بشدت انکاری ہیں۔ کیا ان کا انکار ان بزرگان اسلام کی عظمت و احترام میں کوئی فرق لا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

لوگ قادیانی مسئلہ کی عداوت میں اس کلیہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ جو الٹے اور مسلم سلسلوں کو بھی لے بیٹھتے ہیں۔ یہ اصول بہت ہی بُرا ہے کہ جو بات قادیان سے نکلے۔ اس کی ضرور ممانعت کی جاوے۔ قادیان والے ہمیشہ قبلہ رو نماز پڑھتے ہیں۔ اب قبلہ چھوٹے بغیر کس طرح درگذر ہو سکتی ہے۔

ہم اس بحث پر ایک قول فیصل رسالہ منتہلی علیگذٹ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ بحث میانہ غورث کے سلسلے میں اس نے کی ہے۔ مگر اس موجودہ سوال سے بھی اسکو ہی نسبت ہے۔ جو اپنے اصل سے ہے۔

(منقول از رسالہ منتہی بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء)

بڑے بڑے لوگوں کے سوانحات عمری پر غور کرنے سے یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جہاں کسی اہل کمال کے سینکڑوں ہزاروں معتقد ہوتے ہیں۔ دو ایک اس کے منکر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور انکا اس کے ساتھ صرف انکار ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اسکے جانی دشمن ہوتے ہیں۔ منکرین میں اکثر دنیاوی جاہ و ثروت کے دلدادہ ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جنکو شرافت روحانی اور محامد روحانی سے مطلق مس نہیں ہوتا اور وجہ ان کی خباثت اور نفسانیت کی صرف بغض و حسد ہوتا ہے۔ جو انکے تنگ اور کم ظرف دلوں میں اسی صاحب کمال کی عظمت و عزت کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صاحبان کمال اپنی روحانی قوتوں سے ایک مقناطیسی اثر جمہور خلائق کی طبیعتوں پر ڈالتے ہیں۔ جس سے ایک عام رجحان خاص و عام کا انکی طرف ہوتا ہے۔ اس قبولیت عام کو وہ جاہ طلب لوگ تنگ دلی اور کم ظرفی سے اپنی کساد بازاری کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور انکا بد کرداری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ میانہ غورث بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ نہ تھا اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسا اس کے متبعین، معاصرین اور متاخرین کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور آیا کرتا ہے۔ (مولوی محمد اسلم جراج پوری) وہ لوگ جو محض ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے پھر جانے سے سلسلہ قادیانی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور انکے ہاتھ میں آجکل سب سے اعلیٰ دلیل یہی ہے۔ وہ اس کلیہ کی بابت انصاف سے کیا کہتے ہیں۔

راقم ثالث بالخیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے

ایک فرزند نے انتقال کیا۔ آپ نہایت مغموم ہوئے۔ دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر ان کے پاس گئے۔ ایک نے اظہار کیا۔ کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا۔ اس دوسرے نے کہا۔ اس نے شاہراہ میں بیج بویا تھا۔ چونکہ دہنے بائیں راہ نہ تھی۔ میں نے روند ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا۔ کہ تو نے نہ جانا۔ کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں رہتی۔ شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ نہ سمجھے۔ کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے لباس غم ماتمی کیوں پہنا ہے۔ خدا تعالیٰ کو آپ کے صبر کا یاد دلانا مقصود تھا۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی۔ اور استغفار کیا۔ اور لباس ماتمی اتار ڈالا اور صبر و شکر بجا لائے پس ہر آدمی کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں شکر الٰہی کرتا رہے اور خوف و رجا کو ہاتھ سے نہ دے۔

بقایا دار توجہ کریں کہ نصف سال سے

زاید سال رواں گذر چکا ہے۔ لیکن تاحال بہت سے ایسے خریدار ہیں۔ جن کی طرف سے سال رواں کا چندہ وصول نہیں ہوا ہے۔ مطبع کی طرف سے ان کے نام کئی دفعہ وی۔ پی روانہ کئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے وی۔ پی۔ واپس کئے ہیں۔ وہ احباب ذرا تھوڑی دیر کے لئے غور کریں۔ کہ انکی واپسی وی۔ پی کا ہرجانہ کس پر پڑا۔ حالانکہ ان کو وی۔ پی کے ارسال کرنے سے قبل بذریعہ کارڈ کے اطلاع دی گئی تھی۔ وی۔ پی۔ فلاں پرچہ آتا ہے۔ لیکن انہوں نے اسپر کوئی توجہ نہیں کی۔ انکو چاہئے۔ کہ بقایا ارسال کرکے کارخانہ کو مشکور فرماویں۔ مینجر الحکم

سحنون کے نسخہ سے مقابلہ کرو۔ اگر کہیں اختلاف پاؤ تو سحنون کے نسخے کو اصح سمجھ کر اس کے مطابق اپنا نسخہ صحیح کر لو،،

اسد الدین شیخ کا خط دیکھ کر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر چند دوستون نے اس کام سے باز رکھنا چاہا۔ انہون نے سمجھایا۔ کہ ایسا کرنے سے تمہارا نسخہ غلط ثابت ہوگا۔ اور سحنون کے نسخے پر لوگ عمل کرینگے۔ ساتھ ہی یہ مشہور ہو جائے گا۔ کہ اسد الدین نے مدونہ سحنون سے حاصل کی ہے،،

امام ابن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو بہت افروختہ ہوئے۔ اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ،،خدایا اسد الدین کی ذات سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے۔ اور نہ اسکی کتاب سے لوگ مستفیض ہون،،

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں[له] کہ یہ دعا کچھ اسطرح قبول ہوئی کہ واقعی اسد الدین کا نسخہ شرف قبولیت سے محروم رہا یہان تک کہ آج اسکو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور اہل قیروان سحنون کے ہی نسخے پر عمل کرتے ہیں[له]

امام سحنون کا پورا نام یہ ہے۔ ابو سعید

عبد السلام بن سعید التنوخی الملقب به سحنون

امام ابن قاسم کے علاوہ اشہب اور ابن وہب سے بھی انہون نے فقہ مالکی اور حدیث کی تحصیل کی ابھی تحصیل سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ کہ قیروان کے قاضی مقرر ہوگئے یہ مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل و کمال۔ اور سلسلہ درس و تدریس مذہب مالکی کی اشاعت کا ایک قوی باعث ہوا

سال ولادت ۱۶۰ھ اور سال وفات ۲۴۰ھ ہے۔ اسد الدین ابن فرات کے بخل نے جب انکو مصر پہنچایا۔ تو وہ ۱۸۸ھ کا زمانہ تھا۔ چار سال تک امام ابن قاسم کی خدمت میں رہے۔ اور المدونہ کا صحیح نسخہ لیکر ۱۹۱ھ میں قیروان واپس آئے قیروان پہنچ کر انہوں نے المدونہ کی ترتیب و تہذیب شروع کی۔ مسودہ متفرق اور بے ترتیب مسائل کا ایک پریشان مجموعہ تھا انہون نے نظم و ترتیب کے ساتھ تمام مسائل کو ابواب و فصول میں مرتب کیا۔ ارکان اسلام کی ترتیب فقہی ترتیب پر قایم کی۔ اور بڑا کام یہ کیا کہ بعض مسایل کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات اور موطا کی احادیث بھی درج کر دیں۔ تاکہ مستخرج مسایل کا ماخذ بھی پیش نظر رہے[عه]

✻

المدونہ پر پچھلے دو سو سالوں میں گمنامی کا ایسا پردہ پڑ گیا۔ کہ چند ناقص اور غلط نسخون کے سوا مکمل اور صحیح نسخے سے خالی نظر آنے لگی جرمنی کی اور ینٹل لائبریری اور مصر کے کتبخانہ خدیوی میں دو نسخے موجود ہیں۔ مگر اول الذکر نسخہ میں صرف دو حصے اور آخری نسخہ میں دو حصے اور تیسرے حصہ کا کچھ ٹکڑا ہے۔ ساتھ ہی بہت غلط اور باہم مختلف ہیں۔

پچھلے دنون مصر کے مشہور پبلشر اور کتب فروش حاجی محمد ساسی تونسی کو اس کتاب کی اشاعت کا خیال ہوا۔ یہ معلوم تھا۔ کہ یورپ کے کتب خانے اس انمول موتی سے خالی ہیں اور جرمنی اور مصر کے نسخے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اسلئے حاجی موصوف نے پرائیویٹ کتبخانون اور غیر مشہور مخازن کا سراغ لگانا شروع کیا۔ کیونکہ بسا اوقات بعض نادر الوجود کتابیں جن سے مغرب کے مشہور مخازن کتب خالی ہیں ٹیونس اور دمشق کے کہنہ مدرسون اور خانقاہون میں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

۱۹۰۴ء میں محمد ساسی کی سعی بارآور ہوئی اور المدونہ کا صحیح مکمل اور خوشخط نسخہ ہاتھ آگیا۔۔۔

(۱) نہایت قدیم زمانے کا لکھا ہوا ہے یعنے آٹھویں صدی ہجری کے طرز تحریر طریق کتابت اور فن خطاطی کا نمونہ ہے

(۲) نہایت قیمتی ہرن کے چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ جو آٹھ سو برس گذر جانے پر بھی اب تک محفوظ ہے۔

(۳) کتاب کے حواشی پر جابجا تشریح و ترمیم اور مختلف عنوانوں کی عبارتیں مختلف قلمون سے لکھی ہوئی ہیں۔ اصل کتاب کے متعلق بھی بہت سی قیمتی معلومات بطور نوٹ کے جابجا درج ہیں۔ اور تحریر کے نیچے محرر کا نام بھی ثبت ہے۔ ان ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نسخہ بڑے بڑے آیمہ مذاہب اور اکابر علماء کے مطالعہ میں رہ چکا ہے جنمیں قاضی عیاض صاحب شفا کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے

ظاہر ہے۔ کہ جب اتنے بزرگوں کی نقاد نظریں اس پر پڑ چکی ہیں۔ تو اسکی صحت میں پھر کس کو شک ہو سکتا ہے ۱۹۰۵ء کے اوائل میں محمد ساسی نے یہ نسخہ اکابر علمائے مصر کے سپرد کیا جنمیں علامہ شیخ محمد عبدہ قدس اللہ سرہ بھی شامل تھے۔ نسخہ خدیوی سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اس نسخہ کو صحیح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسلئے بجنسہٖ پریس میں دے دیا گیا۔

قاہرہ کے اول درجہ کے پریسوں میں السعادۃ ایک مشہور پریس ہے اسلئے یہ کام اسی کے سپرد ہوا۔

المدونہ پر ایک اجمالی نظر

قلمی نسخہ کے ان حواشی اور نوٹوں سے جو اکثر اکابر علماء کے قلموں سے نکلے ہیں نفس کتاب کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوتی ہیں

(۱) پوری کتاب میں ۳۶ ہزار مسئلے ہیں۔ (۲) چار ہزار حدیثیں ہیں۔ (۳) آثار صحابہ و تابعین ۳۶ ہزار ہیں

✻ ✻

اس کتاب کی ترتیب میں اور ان فقہی تصنیفات کی ترتیب میں جو اسلامی تمدن کے عروج کے زمانہ میں لکھی گئیں کچھ زیادہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ کتاب۔ باب۔ اور فصل کی ترتیب اسمیں موجود ہے۔ مگر فصل کی جگہ صرف مسائل کا عنوان لکھدیا گیا ہے۔ مسایل کے بیان اور ترتیب کے مختلف طریقے ہیں

(۱) امام سحنون امام ابن قاسم سے خاص مسائل کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جو جواب ملتا ہے درج کر دیتے ہیں اس صورت میں مسئلے کے بیان کو قلت لعبد الرحمن بن القاسم کے جملے شروع کرتے ہیں۔ اور قال کا اشارہ بتلا دیتا ہے۔ کہ ابن قاسم کا جواب ہے۔ سوال کا عام انداز یہ ہے کہ صرف امام مالک کا قول یا طرز عمل نفس مسئلہ کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ اور قال جواب میں امام صاحب کا قول پیش کر دیتے ہیں یا واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

(۲) اکثر موقعوں پر مسایل کو صرف قال کے لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنے سوال جواب کی صورت نہیں ہوتی۔ صرف ابن قاسم کے اقوال درج کر دیتے ہیں۔

(۳) کہیں کہیں امام ابن قاسم کا واسطہ بھی حذف کر دیتے ہیں اور یوں بیان کرتے ہیں سئل امام مالک

اکثر ابواب میں مسایل کے بیان کر دینے کے بعد احادیث اور آثار بھی پیش کر دیئے ہیں اور بتلا دیا ہے۔ کہ یہ مسئلہ فلان حدیث سے ماخوذ ہے۔

✻

المدونہ کے چار حصے چھپ کر آچکے ہیں جنمیں کتاب الوضو سے لیکر کتاب النکاح تک کے ابواب مکمل موجود ہیں۔ کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ اور اصلاح یافتہ ٹائیپ پر چھپی ہے۔ ہر حصہ کے ساتھ تفصیلی فہرست بھی موجود ہے۔ پانچوان حصہ پریس سے نکل چکا ہے۔ اور عنقریب پہنچ جائیگا۔ چھٹا حصہ پریس میں جا چکا ہے۔ ہم نے دو دو حصون کو ایک ایک جلد میں مجلد کرا لیا ہے۔ جلد عمدہ پائدار بنی ہے پشتہ پر کتاب اور مصنف کا نام کندہ کرا دیا گیا ہے (کتاب کی مجموعی قیمت ۲۵ روپے) درخواست آنے پر تیار شدہ حصص پوری قیمت پر روانہ کئے جائینگے اور جسقدر حصے آتے رہینگے خریدار و نکی خدمتمیں روانہ ہوتے رہینگے

مدد دعا

(۱) چودہری برکت علے خان احمدی ساکن شروعہ ضلع ہوشیار پور عرصہ سے بیمار ہے ناظرین الحکم سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالی صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(۲) شیخ برکت علی صاحب عرضی نویس گڑہ شنکر کا بڑا لڑکا بھی عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ بہت علاج کیا گیا ہے۔ لیکن پوری صحت نہیں ہوئی ہے اسکے لئے بھی دعا کی جاوے اللہ تعالی ہر دو کو صحت کامل عطا فرماوے (آمین ثم آمین)

---

(۱) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۵۲۳

عه وفیات الاعیان جلد اول ،، ۵۲۲

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ۵۰۰ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبدالحکیم آفندی عربی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کردی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے روسی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو سرعت سے ترقی حاصل ہورہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کردے گی (〃)

ان خیوا۔ اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قائم کریں اور لائق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (〃)

ایک نومسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یورپین صاحب جو بریڈ فورڈ یارک شایر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کرلیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب سے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہوگئے۔ اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی ہیں کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کرلیا۔ صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آئے تھے ممباسہ سے روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کریبٹری ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف عجوبات روزگار سے ہے جسکی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے۔ ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۴ انچ طول ۵ فیٹ ۲ انچہ۔ وزن ایک من ۱۶ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچہ اور وزن ۹ من ۲۳ سیر ہوا ایک ہی جلد دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی۔ یہ قرآن مجید جس کاغذ پر لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے۔ افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہمنے بہت کوشش کی۔ مگر دریافت نہ ہوسکا۔ نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے۔ اسکی جسامت دو انچہ طول ۔ ۷ فیٹ ۶ انچہ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے۔ (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر۔ اس قرآن مجید کی تحریکی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور عازمان حج و زیارت کی راحت و آسایش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے۔ جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے۔ یہ نہر جس کے نام سے زائرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زائرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی۔ بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ استداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی۔ اس لئے اب اسکی محرابیں جابجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے۔ جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کرکے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دو ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے قدمے قلمے شریک ہوکر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا۔ اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعائیں لیگا۔ اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہوسکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی۔ خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرمائے۔ یہ اشعار ایک تازہ گو نے لکھے ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کے ملازم ہیں حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتے ہیں ریویو آف ریلیجنز کے خریدار ہیں۔ پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چھا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جائیگی ہل جانیکے دن
ہوکے حیران جب کہے انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اڑ جانیکے دن حیران ہوجانیکے دن
زمین کو تب حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سرکٹے جائینگے نیچے جنکہ پا اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کیے جانیکے دن
پھر کھلجائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کرتے تھے جنکی عبادت دل کر جھٹلانیکے دن
استطاعت انکی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگاروں کو تاں بدلاؤ گے جانیکے دن
کچھ مدد کر سکیں معبود ان کے زینہار
ڈر کے دن وحشت کے دن دل کے سکڑ جانیکے دن
ڈالکر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پر خم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرمگیں
جھینپ گئے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونے کا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
ہے یہی ہر جا عمل توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے مسیحا مرسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آشفا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دکھوا کے داغ
مر گیا تو آگئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آسمجھ تیرے عزیزا ہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھکو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مرجانیکے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہوجانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں جاہ ضلالت میں پڑا
آسنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیزو اب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے پہنچا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آنیکے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
تیرے دن تعبیر دوزخ میں وہ گھر جانیکے دن
رائگاں کھوتی ہو کیوں اے دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دلکی بہلانیکے دن

المدونۃ الکبریٰ للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نو سو برس تک امام مالک کے پیرووں میں ماپہ العمل رہی۔ استناد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی "دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آئمہ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ آئمہ اربعہ میں امام مالک آخر الذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلاف کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمٰن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض اس علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد

روئے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھ کر فن حدیث کا محافظ نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے اوکوئی [illegible] ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول تھا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سینکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر آئمہ کی تحقیقات و اجتہادات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے [illegible] جیسی کتابوں کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام **عبدالرحمٰن ابن القاسم** نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبدالرحمٰن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسدالدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہو گئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مغیر ان استفتوں بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املاء (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہو گیا تھا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہو چکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقع پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا! اور جواب طلباء نے لکھ لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتاء بھی آتے تھے! اور ان کے جوابات لکھ کر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچر اور استفتاء کے جوابات طلباء اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بیحد حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی خاص تحریک پیدا ہو جاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا۔ المدونۃ الکبریٰ کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے۔ المدونہ کا بڑا حصہ اسی قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی فقہ مالکی کے مسلم فقیہہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی

عتقی بضم العین وفتح التاء عتقاء سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلوں کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہتے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہو گیا۔ اور اسی لقب سے پکارے جاتے لگے۔

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سینکڑوں شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردوں میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیوں میں نظر آتے رہے! اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سینکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں آگر چھن گئے۔ ہزاروں مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا۔ اور دوسرے لوگوں نے سوال کیا تو خود نوٹ کر لیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبریٰ کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔

حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظوں میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ و صحۃ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ

ابن قاسم ثقہ شخص ہیں سبحان اللہ اسکی احادیث کس قدر مستحق تحسین اور واضح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتوں نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

ان دونوں شاگردوں **امام سحنون** نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر بعض الفقہا کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے

اسدالدین اور امام **سحنون** امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسدالدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسدالدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسدالدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کر دیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کر کے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسدالدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے

(۷) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں

(۱) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول

(۵) وفیات الاعیان جلد اول

(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ [illegible]

(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ [illegible]

(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز

سلہ ویرۃ العارف

سلہ تذکرۃ الحفاظ جلد دوم مطبوعہ [illegible]

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ۵۰۰ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبد الحکیم آفندی عربی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کر دی ہے تاکہ مسلمانوں کو اداۓ عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان سوس اور دوسرے سرحدی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کر دے گی (")

خان خیوا - اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قایم کریں اور لایق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (")

ایک نو مسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک معزز یوروپین صاحب جو بریڈ فورڈ پارک شایر کے ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کر لیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب کے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی ہے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کر لیا۔ صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہونیسے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کریبٹری ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف مجلدات روز گار ہے جسکی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے۔ ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۳ انچ طول ۵ فیٹ ۲ انچ۔ وزن ایک من ۱۲ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۲ سیر ہے ایک ہی جلد دیکھکر محفل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی۔ یہ قرآن مجید جس کاغذ پر لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریبًا ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے۔ افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا میں نے بہت کوشش کی۔ مگر دریافت نہ ہو سکا۔ نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن شریف دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے۔ اسکی جسامت دو انچ طول ۔ ۷ فیٹ ۲ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے۔ (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر - اس قرآن مجید کی تحریر کی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور عازمان حج و زیارت کی راحت و آسایش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اُس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کر کے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے۔ جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے۔ یہ نہر جس کے نام سے زائرین بیت اللہ یقینًا اور دوسرے مسلمان غالبًا گوش آشنا ہوں گے تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصًا زائرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی۔ بعد میں گو وقتًا فوقتًا اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی۔ اس لئے اب اسکی محرابیں جا بجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے۔ جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کر کے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دس ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ بھی جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے قلمے قدمے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا۔ اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعائیں لیگا۔ اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہو سکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی۔ خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرماوے۔ یہ اشعار ایک تارنولے لکھی ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کر ملازم ہیں حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتی ہیں ریویو آف ریلجنز کے خریدار ہیں۔ پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد نواب خان تاحصیلدار مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آ رہے ہیں آ رہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چہا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جائیگی جانیکے دن
ہو کے حیران جب کہیگا انسان کیا اسکو ہُوا
ہوش اُڑ جانیکے دن حیران ہو جانیکے دن
زمین کو حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سر کئے جائینگے نیچے جنکہ پا اوپر کو ہوں
منکر ابلیس کے الٹے کے جانیکے دن
پھر کہلجائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہر رہے تھے جنکی عبادت دل کو بہلانیکے دن
استطاعت نصر کی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگاروں کو یاں بدلا دکھانیکے دن
کچھ بھی کر سکیں معبود ان کے نہ نہیں اب
ڈر کے دن وحشت کے دن دل کے سکڑ جانیکے دن
ڈالکر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گرد اُڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پرخم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرگیں
جنکا آگے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونے کا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
ہیں یہی ہر جا میں توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے مسیحا رسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آ شفا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ بھی تو دے گیا ہے داغ دلکو ای دریغ
مر گیا تو آگئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آ سمجھ تیرے عزیزا ہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھ کو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مرجانیکے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آ گئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہو جانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہر سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہ ضلالت میں پڑا
آ سنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیز اب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے بھیجا ہُوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آنیکے دن
آ رہے ہیں آ رہے بس انتظاری میں رہو
قید کے دن تعزر دوزخ میں وہ گہ جانیکے دن
رائگاں کھوتی ہو کیوں اے دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دلکے بہلانیکے دن

المدونۃ الکبری للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نوسو برس تک امام مالک کے پیرو وں میں ما بہ العمل رہی۔ استناد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی۔ دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آئمہ اربعہ میں فلاں امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ آئمہ اربعہ میں امام مالک از روئے محدثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلام کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض احد آمن علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد روئے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر فن حدیث کا جاننے والا کوئی نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے آگے کوئی بڑھا ہے۔ یحیی بن معین کا قول تھا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سیکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر آئمہ کی تحقیقات و اجتہاد سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علما المدونۃ جیسی کتابوں کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام **عبدالرحمن ابن القاسم** نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبدالرحمن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسد الدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہو گئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مخزن ان استفتوں بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املا (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہو گیا تھا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہو چکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقع پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا! اور جواب طلبا نے قلمبند کر لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتا بھی آتے تھے! اور ان کے جوابات لکھکر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچر اور استفتا کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بہ حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی خاص تحریک پیدا ہو جاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا[۱] المدونۃ الکبریٰ کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دراز تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے[۱] المدونہ کا بڑا حصہ انہیں قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ عبدالرحمن بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی فقہ مالکی کے مسلم فقیہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی[۲]

عتقی بضم العین وفتح التا عتقا سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلوں کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے۔ چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقا کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہو گیا۔ اور اسی لقب سے پکارے جانے لگے۔[۳]

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سیکڑوں شائقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردوں میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیوں میں نظر آتے رہے! اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سیکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں آگرچہ حل ہو گئے۔ ہزاروں مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا اور دوسرے لوگوں نے سوال کیا تو خود نوٹ کر لیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبریٰ کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔

حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظوں میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ واصحہ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ ابن قاسم ثقہ شخص ہیں سبحان اللہ اسکی احادیث کس قدر مستحق تحسین اور واضح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتوں نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

امام سحنون ان دونوں شاگردوں نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر **بعض الفقہا** کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔[۶]

اسد الدین اور **امام سحنون** امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسد الدین سفر کے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسد الدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسد الدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کر دیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کر کے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسد الدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے
(۱) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں
(۱) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول
(۵) وفیات الاعیان جلد اول
(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۳۱۲
(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۹۱
(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز

۱ دیرۃ المعارف

۱ تذکرۃ الحفاظ جلد ۔۔۔ مطبوعہ ۔۔۔

ظالموں نے حد کر دی

الحکم ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء میں دہلی کے ایک مولوی صاحب کی ڈاڑھی مونڈ ڈالنے کی خبر میں شایع کر چکا ہوں۔ اب کہیں جا کر مولوی صاحب موصوف باہر نکلنے کے قابل ہوئے تھے۔ کہ ایک فوجداری مقدمے کی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ یہہ مقدمہ کوئی مذہبی یا دینی مقدمہ نہیں۔ بلکہ حمل ناجایز کا مقدمہ ہے جس میں مولوی صاحب موصوف کے خلاف وارنٹ جاری ہوا ہے۔ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں ایک شخص اور بھی ملزم ہے۔ جو اس فعل ناجایز کا مرتکب ہوا ہے مولوی صاحب جو آپ حاجی بھی ہیں تجھیں بتلائے جاتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ یہہ ہیں علماے دین متین۔

غزل

از نتیجہ طبع خاکسار ڈاکٹر عبد المجید خاں دانش نجیب آبادی احمدی المتشادی من اکبر بروزن (مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن)

کچھہ غم نہیں ان سب کا دشمن ہیں یہ گو جانی
ہیں جتنیں ان سب کی میری دلکی بہی بہجانی
ہاں اور ہوئی دونی خود قوت ایمانی
ظاہر ہوئی دشمن کی جب رنجش پنہانی
ہوں انکو مصطفٰے کے دشمن ہوئے جانی
سمجھے ہو نادانی او ہے یہی نادانی
ارتی ہیں کمی اپنی کرتا نہ مخالف تو
جب ہوگا غضب نازل یاد آئیگی تب نانی
ترانہ لیاقت پر اپنی تو ذرا نادان
معلوم ہے تجھکو تو سب تیری سخندانی
ہے یہہ اثر بیعت خاموش ہیں ہم ورنہ
کیا ہمسے سوا کرتا باتیں کوئی رندانی
ان دنیا کے کتوں سے کتوں ہیں فاحی
ہم دوست جسے سمجھے دشمن بتا دی جانی
ہم احمدی ہو ابتغروں میں کھٹکتے ہیں
جو دوست ہمارے تھے دشمن میں وہی جانی
آئینہ حیرت ہے حیرت ہے ہر ایک دشمن
جسونت دیکھی ہر۔ دانش کی گل افشانی

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہیں۔ اور زمیندار ارائیں ہے۔ اس کی اپنی زمین بھی ہے۔ لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کی وجہ سے آٹھہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔ پہلی بیوی کا بیٹے جو فوت ہو چکی ہے۔ ایک بچہ ہے۔ اور وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے۔ وہ ایک مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہاں تک ہو سکے احباب اس کے لئے سعی کریں +

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب الحکم سلمہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری ایک عرض ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو پرچہ الحکم میں ضرور ہی جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرما دینگے۔ عرض یہہ ہے۔ کہ فدوی کی عمر اس وقت ۳۳ سال اور ساکن پینڈ سکونت ٹیپالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہے۔ پولیس ضلع سیالکوٹ میں بعہدہ سارجنٹ دوئم ملازم ہے۔ سابقہ عورت فوت ہو چکی ہے۔ میرا مصمم ارادہ ہے۔ کہ اب اپنی جماعت احمدیہ میں نکاح کیا جاوے۔ مومن عورت کی ضرورت ہے۔

سپاہی
فدوی شاہ محمد احمدی

درخواستیں۔ ایڈیٹر الحکم کے پاس آکر خط و کتابت کیلئے ٹکٹ ہمراہ ارسال کئے جاویں۔

ایک خط

آج کے بہرہ مراسلات میں حضرت اقدس کے ایک خادم منشی محمد حسین مسافر کا ایک مختصر سا خط جو انہوں نے اخبار صحیفہ میں شایع کرایا ہے۔ درج کیا جاتا ہے امید ہے۔ کہ مخالفین خاصکر امرتسری مولوی فاضل اس خط کو غور سے پڑھینگے۔

اڈیٹر

ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم

جناب مولوی فیض الحسن صاحب سلمہ اللہ الاحد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے معزز اخبار صحیفہ مطبوعہ ۱۹-۲۲ اپریل کے بہرہ مراسلات میں کسی مضمون نگار موسوم بہ باقی آیندہ کا ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کو پڑھکر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مضمون نگار صاحب کو سوائے بیجا اعتراض کرنے کے کچھہ بھی نہیں آتا۔ ورنہ جس حالت میں وہ خود بھی۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْن اور خدا کے پاک کلام میں اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ + يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ وغیرہ آیات کو پڑھتے ہیں۔ تو پہر اونکا رضی اللہ علیہم السلام پر اعتراض کرنا عدم تدبر کا نتیجہ نہیں۔ تو اور کیا ہے سمجھہ میں نہیں آتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس غیر محدود نعمت کو باقی آیندہ مضمون نگار صاحب کیوں اور کس دلیل سے محدود فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مجھے اونکے بروزی اعتراض پر حیرت ہوئی ہے۔ کہ معترض مضمون نگار صاحب باوجود ادعاے قرآن دانی کے اس مسئلہ سے ناواقف ہی نظر آتے ہیں۔ بحالیکہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے پڑھنے سے انکی اپنی بہی یہی غرض ہوتی ہے کہ ہم بھی انعمت علیہم میں داخل کئے جائیں ایسا ہی اگر زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو نجیب آباد کے حکیم احمد اللہ خان صاحب سے ہی دریافت کر لیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس رنگ سے خالی نہیں ہیں۔ بھلا اگر انہیں کوئی مناسبت و مشابہت منظور نہیں تو کیا اونکا ایسا نام عبث نہیں سمجھا جائیگا دیگر چونکہ توفی اور رافع کی دقیق بحث مضمون نگار صاحب کی سمجھہ سے بالاتر ہے۔ اسلئے میں انکو ایک آسان طریق سے بتا دونگا۔ کہ واقعی حضرت عیسٰی ؑ مر چکے ہیں۔ چنانچہ آیت وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ میں صاف اور واضح طور پر سمجھا دیا ہے۔ کہ جن غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے۔ وہ مر چکے ہیں۔ اب ہم یہہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں ان من دون اللہ کو کہیں ظاہر بھی کیا ہے یا نہیں۔ ہاں کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ یعنے انہوں نے خداے واحد کو چھوڑ کر اپنے عالموں۔ و معتقیوں۔ اور مریم کے بیٹے مسیح کو معبود ٹھہرا رکھا ہے۔ اب جب خدا ہی نے خود ہی مصنوعی معبودوں کو بیان کر کے ان کی موت کو بھی واضح کر دیا ہے۔ تو پہر ایسی صریح نص کا انکار خدا سے مقابلہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے + فقط

محمد حسین مسافر احمدی از موز نگ ڈاکخانہ لاہو

صرف تین روپیہ میں

لیور واچ معہ چین کوک ۳۶ گھنٹہ گارنٹی ۵ سال

غضب ہو گیا۔ کیونکہ ایسی مضبوط ٹھیک ٹایم دینے والی خوبصورت جیبی گھڑی تین روپیہ میں بکنے لگی۔ اب بھی اگر کوئی شخص گھڑی سے محروم رہے۔ تو افسوس ہے۔ اکثر خریدار بعض سوداگروں کی رنگین باتوں و کمی قیمت کے لالچ میں ناقص گھڑیاں لیکر دھوکا کہاتے ہیں ان کے اطمینان کے واسطے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ نا پسند ہونے پر بلا عذر واپس لینگے۔ چونکہ ہم ولایت کو آرڈر دیکر بہت بڑی تعداد میں منگاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسقدر ارزاں دے سکتے ہیں اسپر ہمارے کارخانہ کا نام ثبت ہے۔ ملنے کا پتہ (برج باسی ایل ویلیش کمپنی نمبر ۹۱۴۔ سیانی گلی) (شہر جھانسی)



سنہ ۱۸۶۹ء سے وقت کا امتحان آج تک

اسکاٹس ایملشن۔ نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا یہہ ہے۔ کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کہانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے۔ اور باپ بیٹے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔ ہاتھہ سے نہیں چھوا جاتا۔ فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن ہمیشہ اس نشان یعنی مچھلی گیر کا شخص لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے +

آپ نے ... جلد ... ضائع کر دیا ... نہیں ... [illegible]

... کبھی ... نہ سمجھیں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں ... [illegible]

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ عنبر وغیرہ کا مرکب



قیمت فی ڈبیہ ۔ قیمت تین ڈبیہ ۔ قیمت ایک درجن

پانچ روپے (صہ) ۔ تیرہ روپے (للعہ) ۔ پچاس روپے (صہ)

مفرح عنبری

وہ جوہر ہے جسکے استعمال سے تمام قوائے دماغی میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند تعالےٰ نے نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل ۔ بے چینی ۔ پراگندہ خیالی وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے ✤

مفرح عنبری

کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ جریان ۔ رقت و سرعت ۔ کثرت احتلام ۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے ۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا ۔ کثرت مباشرت سے جو دماغ ۔ گردوں ۔ اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے ✤

مفرح عنبری

جن کے اعصاب بسبب کوتہ اندیشی ۔ غلط کاری ۔ عیاشی ۔ کثرت محنت دماغی ۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمزوری و ... ہو انکے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دیتی ہے ✤

مفرح عنبری

ایک عجیب الاثر ... امیروں ۔ نوابوں ۔ رئیسوں ۔ جاگیرداروں ۔ ججوں ۔ وکیلوں نیز کل دماغی محنت سے کام لینے والوں کو جو اپنی صحت کی قدر کرنا چاہتے ہوں اس مونس فیق کو ہر دم اپنے جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے

خون پیدا کرتی اور مادہ تولید کو بڑھاتی ہیں

مفرح عنبری

اُن مستورات کے لئے جنکے بچے کمزور لاغر پیدا ہوکر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہوجاتے اور بعض کے ضائع ہوجاتے ہیں یا جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو انہیں بلا تامل اس جوہر اکسیر کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ بفضل خداوند کریم ان موذی امراض سے نجات پاکر گوہر مقصود حاصل ہو ✤

مفرح عنبری

کمزور ۔ نحیف البدن بچوں کے لئے ایک خوش مزہ ۔ خوش رنگ ۔ خوشبودار مٹھائی کی مٹھائی ۔ دوائی کی دوائی اور غذا کی غذا ہے ✤

مفرح عنبری

نزلہ زکام ۔ دردسر ۔ ہسٹیریا (بادگولہ) کو دور کرنے کے لئے اپنی آپ نظیر اور دماغی طاقت کے لئے اکسیر ہے

خان بہادر

عالیجناب ... خان صاحب

رئیس اعظم بدرشی ضلع پشاور

... مفرح عنبری کی ... [illegible] ... عنبری ایک ... [illegible] ... اس سے عمدہ دوائی ... ایک سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ ... [illegible] ... دوائی ... آپ کی دوائی بموجب ... ✤

خان بہادر

عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب

وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ ... بیو

مکرمی جناب حکیم صاحب ۔ سلام مسنون!

ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ نے منگائی تھی ۔ انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپ کو لکھوں کہ ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی ہے ۔ آپ مہربانی کرکے ... ڈبیہ اور خان بہادر صاحب موصوف کے جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیں

(دستخط) سید بخش محمد

پرائیویٹ سکرٹری وزیر صاحب

خان بہادر

عالیجناب سید علیخاں صاحب

گورنمنٹ پنشنر کوٹھی حسن منزل

رئیس جونپور تحریر فرماتے ہیں ۔ مکرمی حکیم صاحب زاد عنایتہ ۔ میں نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی پہلے منگایا تھا ۔ اس کا پورا استعمال میں نے خود کیا جس غرض سے میں نے استعمال کیا تھا اسکو نہایت مفید ہوا ۔ تب تین ڈبیہ ایک ساتھ اور منگایا تھا ۔ ان میں سے دو ڈبیہ میرے دوستوں کے لئے تھیں انکو دیا ۔ اپنی ایک ڈبیہ میں سے نصف ڈبیہ ایک عورت کو بغرض دفع سیلان کھلائی گئی ۔ اس کو بھی فائدہ ہوا سو واقعی یہ مفرح نہایت عمدہ چیز اور بہت قابل تعریف ہے ۔ اب ایک ڈبیہ مجھکو مطلوب ہے اور تین ڈبیہ میرے دوستوں کی فرمائش ہے ✤

پتہ :- حکیم محمد حسن قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور